دھوکا ہے ورنہ دونوں داخلی اعتبار سے حقیقت میں ایک ہیں جو ان دونوں میں فرق پائے وہ دراصل ابھی خود ناپختہ اور نامکمل ہے۔

کر اس نے ایک سوداگر سے شادی کی۔ اس کے بعد یہ ایک برہمن کے ہاں پیدا ہوئی۔ میں نے اس کو ایک طویل مدت کے بعد دیکھا ہے۔ اس لیے مجھے اس کی طشتری میں سے محبت کے کچھ میٹھے نوالے کھانے دو"۔ یہ کہنے کے بعد بابا نے اس کے پکوان سے پورا پورا انصاف کیا ہاتھ دھونے اور منہ صاف کرنے کے بعد تشفی کے ساتھ ڈکار لیتے ہوئے اپنی جگہ پر آکر بیٹھ گئے۔ اس خاتون نے بابا کے سامنے جھکتے ہوئے ان کی ٹانگوں کو دھونا شروع کر دیا بابا نے اس سے باتیں کرنا اور اس کے ان بازوں کو دبانا شروع کیا جن سے وہ ان کی ٹانگیں دھو رہی تھی۔ ان دونوں کو ایک دوسرے کی اس طرح خدمت کرتے ہوئے دیکھ کر شاما نے مذاق میں کہا۔

"یہ بہت اچھا ہو رہا ہے۔ یہ ایک بہت ہی اچھا منظر ہے کہ بھگوان اور اس کا بھگت ایک دوسرے کی سیوا کر رہے ہیں"۔ اس عورت کی اس پر خلوص خدمت سے خوش ہو کر بابا نے اس سے بڑے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

"راجارام۔ راجارام کا پاٹھ اس وقت بھی کرو اور ہمیشہ کرتی رہو اور اگر تم یہ کرتی رہو گی تو تمہارے مقاصد حاصل ہوں گے۔ تمہارے من کو شانتی ملے گی اور تمہیں بے انتہا فائدہ پہنچے گا۔" روحانی باتوں کو نہ جاننے والوں کے لیے کہ محض عشق و محبت کی بات ہو گی لیکن حقیقت میں ایسا نہیں تھا۔ یہ دراصل "شکتی پات" کا معاملہ تھا جس کو گورو سے اس کے بھگت کو قدرت یا روحانی طاقت کی منتقلی کہا جا سکتا ہے۔ بابا کے الفاظ کتنے زوردار تھے۔ ایک لمحے میں وہ اس خاتون کے دل میں اتر کر وہاں جاگزیں ہو گئے۔

اس واقعے سے گورو اور اس کے پیروکار کے درمیان رشتے کی وضاحت ہوتی ہے۔ دونوں کو ایک ہو کر ایک دوسرے سے محبت اور خدمت کرنی چاہیئے۔ ان کے درمیان کوئی فرق یا امتیاز نہیں ہونا چاہیئے۔ دونوں ایک ہیں اور ایک دوسرے کے بغیر زندہ نہیں رہتے۔ پیرو یا بھگت کا گرو کے قدموں پر سر رکھنا محض ایک دکھاوا یا نظر کا

منکسر المزاج اور اچھی طبیعت کے مالک تھے۔ داد صاحب ادویت فلسفے (وحدت الوجود) سے متعلق سنسکرت میں لکھی شری ودیارنیہ کی مشہور کتاب پنچ دشی کی تشریح کرتے تھے۔ مگر وہ جب مسجد میں آتے تو بابا کی موجودگی میں منہ سے ایک لفظ نہ نکالتے۔ کوئی چاہے ویدوں کا کتنا ہی بڑا عالم کیوں نہ ہو جب کسی ایسے انسان کے سامنے آتا ہے جس نے برہم تک رسائی حاصل کر لی ہو اور اس سے ایک ہو گیا ہو اس کے سامنے وہ ٹھہر نہیں سکتا۔ علم ذات کے عرفان کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا۔ داد صاحب وہاں چار مہینے رکے اور کھاپرڈے کی بیوی سات ماہ تک وہاں رکی رہی۔ وہ دونوں شرڈی میں اپنے قیام سے بہت خوش تھے۔ کھاپرڈے کی بیوی بہت وفادار اور سچی بھگت تھی وہ بابا سے شدید محبت کرتی تھی۔ ہر دوپہر کو وہ خود مسجد میں نوید لے جاتی۔ بابا جب اسے قبول کرتے تو وہ لوٹ کر کھانا کھاتی۔ اس کی اس مستحکم اور پائدار یکسوئی کو دیکھتے ہوئے بابا نے اسے دوسروں پر ظاہر کرنا چاہا۔ ایک دوپہر کو وہ سانجا (گیہوں کی کھیر) پوریوں، چاول، سوپ (چاولوں کی کھیر) اور دوسری چیزوں سے بھری ہوئی ایک پلیٹ لے کر دوراکا مسجد میں آئی۔ بابا جو اکثر گھنٹوں تک انتظار کرتے رہتے، فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی کھانے کی جگہ پر آکر انھوں نے پلیٹ سے کپڑا ہٹاتے ہوئے بڑے شوق سے اس میں پڑی اشیاء کو کھانا شروع کر دیا۔ تب شاما نے ان سے پوچھا "آپ یہ طرفداری کیوں کر رہے ہیں؟ دوسروں کی چیزوں کو تو آپ پھینک دیتے ہیں اور ان کو دیکھنا تک پسند نہیں کرتے۔ یہ کھاتے ہوئے آپ ان سے انصاف نہیں کر رہے ہیں۔ اس عورت کی پلیٹ میں پڑا پکوان آپ کو اتنا میٹھا لگ رہا ہے۔ آپ کے اس عمل نے ہی ہمارے لیے مشکل پیدا کر دی ہے' بابا نے اس پر وضاحت کرتے ہوئے کہا:- یہ پکوان واقعی غیر معمولی قسم کا ہے۔ اپنے پچھلے جنم میں یہ خاتون ایک سوداگر کی موٹی تازی گائے تھی جو بہت دودھ دیتی تھی۔ اس کے بعد اس نے ایک مالی کے کنبے میں جنم لیا۔ پھر ایک کھتری کے ہاں جنم لے

گیتا کا راز

بابا ہمیشہ ان سے محبت کرنے کے ساتھ ہی ساتھ ان کی حوصلہ افزائی بھی کرتے جو برہم ودیا کا مطالعہ کرتے تھے۔ مثال کے طور پر ایکبار باپو صاحب جوگ نے ڈاک کے ذریعے ایک پارسل وصول کیا۔ اس میں لوک مانیہ تلک کی لکھی ہوئی کتاب "گیتا رہسیہ" یعنی گیتا کا راز تھی۔ اسے اپنی بغل میں دباتے ہوئے اس نے مسجد میں آکر بابا کے سامنے تعظیم کے طور پر سجدہ کیا۔ وہ پارسل بغل سے نکال کر بابا کے قدموں میں گر پڑا۔ بابا نے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے۔ تب اسے اسی وقت کھولا گیا اور کتاب کو بابا کے ہاتھ میں دے دیا گیا۔ انھوں نے کچھ منٹوں تک ادھر ادھر سے کچھ صفحے پلٹ کر دیکھے۔ چناں چہ انھوں نے ایک روپیہ جیب سے نکال کر کتاب پر رکھا اور کتاب جوگ کو لوٹاتے ہوئے اس سے کہا:۔

"اس کو پوری طرح پڑھو تمہیں اس سے فائدہ حاصل ہوگا"

شریمتی اور شری کھاپرڈے کی بھگتی

یہ باب ختم کرنے سے پہلے آیئے ہم اس باب کو کھاپرڈے کے تذکرے پر ختم کرتے ہیں۔ ایک بار دادا صاحب کھاپرڈے اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ شرڈی آیا اور وہاں کچھ مہینے تک مقیم رہا۔ (اس کے قیام کا روزنامچہ یعنی ڈائری انگریزی زبان میں شری سائی لیلا میگزین کی پہلی جلد میں شائع ہو چکی ہے) دادا صاحب کھاپرڈے کوئی معمولی آدمی نہیں تھا وہ امرداتی (برار) کا سب سے امیر نامور وکیل اور دلی کی ریاستی کونسل کا ممبر بھی تھا۔ وہ بہت ذہین اور اچھا مقرر بھی تھا۔ پھر بھی وہ بابا کے سامنے اپنا منہ کھولنے کی جرأت نہیں کرتا تھا۔ بہت سے بھگت کبھی کبھی بابا سے بحث و تمحیص کرتے تھے لیکن کھاپرڈے، نولکر اور بوٹی یہ تین ہمیشہ خاموش رہتے۔ یہ تینوں شریف النفس، حلیم،

ہو وہ کیوں انھیں کے سامنے اس سے لڑے۔ ہمیں پتا نہیں ہے کہ کس پر کتنا الزام دھریں اور کس کو اس کا ذمے دار ٹھہرائیں۔ ہم تو صرف یہ کہتے ہیں کہ اگر یہ طریقہ اختیار نہ کیا گیا ہوتا تو موضوع کی اہمیت کو شاما پر واضح نہ کیا جا سکتا اور خدا کے نام کی تاثیر بھی واضح نہ ہو پاتی۔ اور نہ خدا کے نام اور وشنو سہسر نام کی تاثیر ہی شاما کے دل پر نقش ہو سکتی۔ چناں چہ ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ بابا کا درس و تدریس کا طریقہ کتنا لامثالی تھا۔ اس معاملے میں شاما نے کتاب کو درجہ بدرجہ پڑھا اور اس پر اس قدر مہارت حاصل کر لی کہ وہ پروفیسر جی جی نرکے کو اس کے بارے میں بتا سکے جس نے پونا کے انجینئرنگ کالج سے ایم۔ کیا تھا اور جو بابا کے ایک بھگت اور شریمان بوٹی کا داماد تھا۔

وٹھل بھگوان کے درشن

ایک دن کاکا صاحب دیکشت اشنان کرنے کے بعد شرڈی کے اپنے واڈا میں صبح سویرے عبادت کرنے میں مشغول تھے کہ ان کو بھگوان وٹھل کا جلوہ نظر آیا۔ اس کے بعد جب وہ بابا سے ملنے کے لیے گئے تو بابا نے ان سے کہا کیا تم نے وٹھل پاٹل کو دیکھ لیا؟ کیا تم نے انھیں نہیں دیکھا؟ وہ ایک چھلاوے کی طرح ہے اور پھسل جاتا ہے اس لیے اسے مضبوطی سے پکڑے رہو۔ ورنہ وہ تمھیں فریب دے کر اوجھل ہو جائے گا۔ دوپہر کو آواز لگا کر تصویریں بیچنے والا ایک شخص پنڈھرپور کے وٹھل کی بیس پچیس تصویریں لے کر وہاں بیچنے کے لیے آیا۔ دیکشت یہ دیکھ کر حیران ہو گیا کہ اس نے عبادت کے دوران وٹھل بھگوان کی جو شبیہ دیکھی تھی وہ اس تصویر سے ہو بہو ملتی تھی۔ چناں چہ اسے بابا کے الفاظ بھی یاد آگئے۔ اس نے ایک تصویر خرید کر مسجد میں عبادت کے لیے رکھی۔

کتاب واپس نہیں کی تو وہ اپنا سر پھوڑے گا۔ شاما نے بڑے تحمل سے اسے سمجھانے کی کوشش کی لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ تب بابا نے بڑی نرم دلی سے اس سے یوں کہا" اورام داسی کیا بات ہے؟ تم کیوں اس قدر مشتعل ہو گئے۔ کیا شاما ہمارا آدمی نہیں ہے تم اسے کیوں خواہ مخواہ گالیاں دے رہے ہو؟ کیا وجہ ہے کہ تم اس قدر جھگڑالو ہو، کیا تم محبت پیار کی زبان میں بات نہیں کر سکتے ہو؟ تم روز یہ مقدس کتابیں پڑھتے ہو پھر بھی تمہارا من صاف نہیں ہے اور تمہیں اپنے جذبات پر قابو نہیں ہے۔ تم کیسے رام داسی! نہیں تو دنیاوی اشیاء سے کوئی تعلق واسطہ نہیں ہونا چاہئے۔ کیا یہ عجیب بات نہیں ہے کہ تم اس کتاب کے لیے اس قدر للچا رہے ہو۔ ایک سچے رام داسی کو کسی سے تعلق یا لگاؤ نہ ہونا چاہئے بلکہ اسے سب کو برابر سمجھنا چاہئے اور سب سے برابری کا سلوک کرنا چاہئے۔ تم شاما سے یہاں محض ایک کتاب کے لیے جھگڑ رہے ہو۔ جاؤ اپنی جگہ پر بیٹھ جاؤ۔ پیسے سے بہترین کتابیں خریدی جا سکتی ہیں لیکن انسان نہیں۔ اس بات پر غور کرو اور دوسروں کا لحاظ کرو۔ تمہاری کتاب کی کیا اہمیت ہے۔ شاما کو اس کی ضرورت نہ تھی۔ میں نے اسے یہ کتاب اٹھا کر دی۔ تمہیں یہ کتاب زبانی یاد ہے۔ میں نے سوچا شاما شاید اس کو پڑھے اس سے فائدہ اٹھائے اس لیے میں نے یہ کتاب اسے دی"۔

بابا کے یہ الفاظ کتنے میٹھے اور اچھے تھے۔ نرم، نازک اور امرت کی طرح ان کا بہت اچھا اثر ہوا۔ رام داسی نرم پڑتے ہوئے شاما سے مخاطب ہوا کہ میں اس کے بدلے میں اس سے پنچ رتنی گیتا لوں گا۔ شاما کو بہت خوشی ہوئی اور اس نے کہا" ایک کیوں میں بدلے میں تمکی دس کاپیاں دوں گا"۔

اس طرح سے یہ معاملہ سمجھوتے پر ختم ہوا۔ سوال یہ ہے کہ ایک رام داسی کیوں پنچ رتنی گیتا لینے کے لیے اس قدر مصر ہوا جس کے اندر موجود خدا کو اس نے جاننے کی بھی کوشش نہ کی اور ایک ایسا شخص جو ہر روز بابا کے سامنے مسجد میں مذہبی کتابیں پڑھتا

ہے اور یہ کہ اس کا مالک ایک رام داسی ہے جو ایک پاگل ضدی اور جلد ناراض ہونے والا شخص ہے۔ وہ اس سے ضرور جھگڑے گا۔ مزید یہ کہ وہ خود دیہاتی ہونے کی وجہ سے ٹھیک طور پر سنسکرت زبان نہیں پڑھ سکتا تھا۔ شاما نے سوچا کہ بابا اس کے اور رام داسی کے بیچ میں جھگڑا کرانا چاہتا ہے لیکن دراصل اسے بالکل پتا نہ تھا کہ بابا اس کے لیے کیا سوچ رہے ہیں۔ بابا یقیناً وشنو سہسر نام کو شاما کی تحویل میں ڈالنے کی سوچ رہے تھے کیوں کہ وہ ان کا سب سے قریبی بھگت تھا۔ گو دیہاتی ہی سہی۔ اس طرح بابا اس کو دنیا کے عذابوں سے بچانا چاہتے تھے۔ بابا نے شاما سے کہا یہ ہمیں تمام گناہوں اور برے امکانات سے بچاتا ہے بار بار جنم لینے اور مرنے سے نجات دلاتا ہے۔ اس سے آسان سادھنا اور کوئی نہیں ہے یہ ہمارے من کو پاک کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اس کے لیے کسی ساز و سامان کی ضرورت نہیں اور نہ پابندیوں کی۔ یہ بہت ہی آسان اور موثر ہے۔ بابا چاہتے تھے کہ شاما اس سادھنا پر عمل کرے حالاں کہ وہ اس کی خواہش نہیں کرتا تھا۔ اس لیے بابا نے اسے ایسا کرنے کے لیے مجبور کیا۔ ایسا کہا جاتا ہے کہ بہت عرصے پہلے ایکناتھ مہاراج نے بھی اسی طرح وشنو سہسر نام کو ایک برہمن ہمسائے پر تھوپ کر اسے بچایا تھا۔ اس کا مطالعہ من کو صاف کرنے کا ایک واضح راستہ ہے چنانچہ بابا نے اس کو شاما پر تھوپا یعنی اسے اس کا مطالعہ کرنے کے لیے مجبور کیا۔

رام داسی جلد ہی دوا لے کر لوٹا۔ انا چنچنی کر اس وقت وہاں موجود تھا جو نارومنی کا کردار نبھانے کے لیے تیار بیٹھا تھا۔ چناں چہ اس نے رام داسی کو بتادیا کہ اس کی غیر موجودگی میں کیا ہوا۔ رام داسی کو ایک دم اشتعال آگیا۔ وہ شاما پر برس پڑا۔ اس نے شاما پر یہ الزام لگایا کہ اس نے بابا سے درد کا بہانہ کرا کے اسے بازار دوا لینے کے لیے بھجوایا اور اس طرح کتاب حاصل کی۔

اس نے شاما کو گالیاں دینا اور برا بھلا کہنا شروع کیا اور یہ بھی کہا کہ اگر اس نے

ہوئے اسے اچھی طرح حفاظت سے رکھنے کو کہا اور یقین دلایا کہ یہ کتاب اس کے بہت کام آئے گی۔ کاکا نے جھک کر بڑے ادب سے وہ کتاب بابا سے لی۔

شاما اور وشنو سہسر نام

شاما بابا کا ایک بہت ہی قریبی بھگت تھا اور بابا اس کو تبرک کے طور پر وشنو سہسر نام دے کر ایک خاص انداز میں فائدہ پہنچانا چاہتے تھے۔ یہ کام انھوں نے اس طرح کیا۔ شاما صبح سویرے اٹھ کر منہ ہاتھ دھونے اور نہانے کے بعد زعفرانی کپڑے پہنتا اور بھبھوت مل کر وشنو سہسر نام (جس میں وشنو کی تعریف میں ہزار نام دیے گئے ہیں اور جس کو اہمیت کے اعتبار سے بھگوت گیتا کے بعد دوسری اہم کتاب تصور کیا جاتا ہے) اور ادھیاتم رامائن کو پورے اعتقاد کے ساتھ پڑھتا۔ وہ ان کتابوں کو اکثر پڑھتا۔ کچھ دنوں کے بعد بابا نے سوچا کہ وہ شاما کو وشنو سہسر نام شروع کرادے۔ چناں چہ انہوں نے رام داسی کو بلایا اور اس سے کہا میرے پیٹ میں سخت درد ہو رہا ہے اور جب تک سونا مکھی دوا نہیں لوں گا درد میں افاقہ نہیں ہوگا۔ اس لیے بازار جا کر میرے لیے دوا لاؤ۔ رام داسی کتاب بند کر کے بازار گیا۔ تب بابا اپنی کرسی سے اتر کر رام داسی کی جگہ آئے اور وشنو سہسر نام نکالا اور واپس اپنی جگہ پر آکر شاما سے یوں مخاطب ہوئے: "شاما یہ کتاب بہت اہم اور تمھیں متاثر کرنے والی ہے۔ اس لیے میں اسے تحفتاً تمھیں دیتا ہوں۔ تم اسے پڑھو۔ ایک بار مجھے شدید تکلیف ہوئی میرا دل زور زور سے دھڑکنے لگا اور میری جان خطرے میں تھی۔ اس نازک موقع پر میں نے اس کتاب کو چھاتی سے لگایا۔ اس نے مجھے آرام پہنچایا۔ مجھے ایسا لگا جیسے کسی نے خود آکر میری جان بچائی۔ چناں چہ میں یہ کتاب تمھیں دیتا ہوں۔ اسے روز تھوڑا تھوڑا پڑھو۔ اس سے تمھیں فائدہ پہنچے گا۔" شاما نے کہا کہ اسے اس کتاب کی ضرورت نہیں

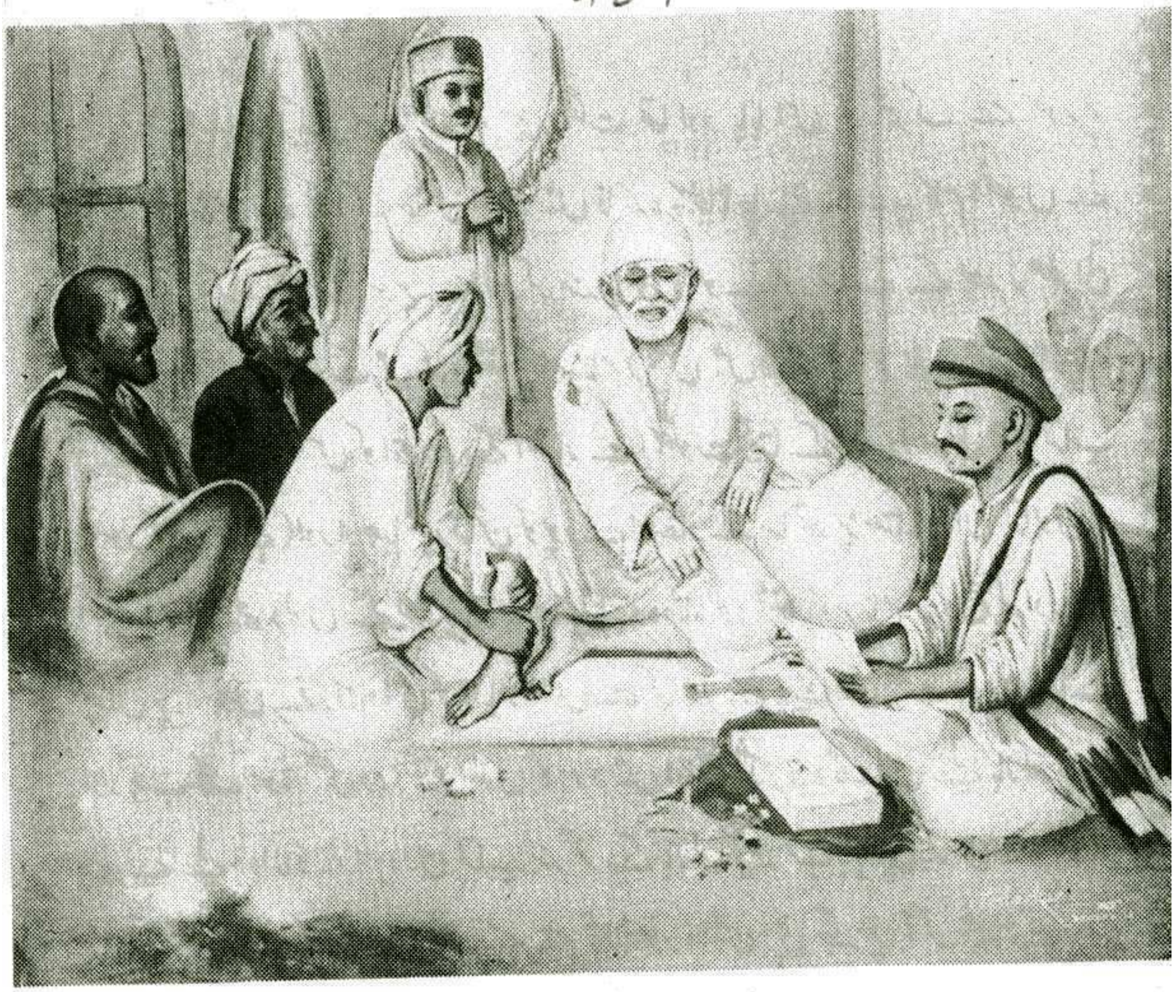

سائی بابا تمام اُن ویدوں، شاستروں، گیتا، پُران اور قرآن شریف کی آیات سے واقفیت رکھتے تھے جن کا باضابطہ مطالعہ انھوں نے کبھی نہیں کیا تھا۔ عالم، پنڈت، مولوی جو ان تمام مقدس کتابوں کے ماہر تھے۔ بابا کے پاس آکر ان مقدس کتابوں کی تشریح اور اصلی مقصد جاننے کے لیے آتے تھے۔

پہچاننے کی طاقت دیتا ہے۔ سائی شکتی کی کہانیاں پڑھ کر ان پر وشواس کریں۔ اور اس جھوٹے سنسار کی زنجیروں سے آزاد ہو جائیں۔ ہمیں ست گورو ناتھ کے فضل و کرم سے پورا فائدہ اٹھانا چاہیے۔ ان کی راہ لینے سے کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ پوری احتیاط سے نگاہ ہمیشہ اپنی منزل پر رکھنی چاہیے۔ ست گورو کی عبادت کرنا ہی ہماری کامیابی کا راز ہے۔ بھگت جتنی زیادہ روحانی دولت کو سنبھال کر رکھے اتنا ہی زیادہ اس کا ذخیرہ اس دولت سے بھرتا جائے گا اس لیے ایسا ماحول پیدا کرنا چاہیے۔

متبرک کتاب کو چھو کر دینا

گذشتہ ابواب میں سائی بابا کے ان طور طریقوں کا ذکر کیا گیا ہے جو وہ درس و تدریس کے سلسلے میں اپنایا کرتے تھے۔ اس باب میں ہم ان کے صرف ایک پہلو پر بحث کریں گے۔ یہ بھگتوں کا طریقہ تھا کہ وہ بابا کے پاس مذہبی کتابیں خصوصی مطالعے کے لیے لے جاتے اور پھر انھیں بابا کے ہاتھوں چھو کر پاک ہو جانے پر واپس بھی لیتے۔ ان کتابوں کو روز پڑھتے ہوئے وہ محسوس کرتے کہ بابا ان کے ساتھ ہیں۔ ایک بار کاکا مہاجنی ایک ناتھی بھاگوت کے ساتھ شرڈی آئے۔ اس کتاب کو پڑھنے کے لیے شاما بھی مسجد میں آگئے۔ وہاں بابا نے وہ کتاب کاکا سے لے لی اسے چھوا اور پھر ادھر ادھر سے ورق گردانی کرنے کے بعد اسے واپس لوٹاتے ہوئے کہا کہ کتاب شاما کے پاس رکھو۔ جب شاما نے کہا کہ یہ کتاب کاکا مہاجنی کی ہے اور اسے واپس لوٹانی ہے تو بابا نے منع کرتے ہوئے کہ ”نہیں نہیں یہ کتاب چوں کہ میں نے تمہیں دی ہے اس لیے بہتر ہے کہ اسے کسی محفوظ جگہ پر رکھو۔ یہ تمہارے کام آئے گی“ اس طرح بہت سی کتابیں بابا نے شاما کی تحویل میں دے رکھی تھیں۔ کاکا مہاجنی چند دنوں بعد اس کتاب کی دوسری جلد کے ساتھ آیا اور اسے بابا کے ہاتھوں میں دیا۔ تب بابا نے اسے تبرکا دیتے

بیسواں باب

علم عناصر اور عالموں تک افضل رسائی

وشنو سہسر نام کی مہما

[اس باب میں بتایا گیا ہے کہ شری سائی بابا کس طرح اپنے بھگتوں کو گیان کے لیے دھارمک کتابیں اپنا ہاتھ لگا کر پڑھنے کے لیے دیتے تھے۔]

ابتدائیہ

فقراء ہدایت کرتے ہیں کہ دنیا میں آنے کا پورا فائدہ اٹھانا چاہیے۔ انسانی جامہ بڑی قسمت سے ملتا ہے۔ یہ مالک سے وصال کر کے حیات و موت کے قید خانے سے آزاد ہونے کا سنہرا موقع ہے۔ دنیا میں اپنے اعمال کا حساب چکاتے ہوئے ہمیں اپنے ست گورو سے لگاؤ رکھنا چاہیے اور ست گورو کے عشق میں محو رہنا چاہیے۔ ست گورو ہی ہماری کائنات کا مالک ہے۔ اس لیے اس کو حاصل کر کے ہمیشہ کے لیے ہمیں منزل مقصود مل سکتی ہے۔

جب کوئی بھی آدمی سیدھا سمندر میں کود پڑتا ہے اس سے ہر تیرتھ میں نہانے کا ثواب ملتا ہے۔ اسی طرح جب کوئی آدمی اپنے ست گورو کے چرنوں کا سہارا لیتا ہے اس کو اس قدر ہی فائدہ ملتا ہے جیسے کسی آدمی کو برہما وشنو اور مہیش کا جپ دن رات کرنے سے ملتا ہے۔ شری سائی بابا کا گیان سمندر ہے۔ اس میں شکتی ہے کہ وہ خود کو